

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظرات

آئندہ ماہ مارچ میں مسلمانانِ ہندوستان کے تین اہم علمی اور سیاسی جلسے ہو رہے ہیں۔ پہلا جلسہ آل پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ماتحت مسلم سہری کانگریس کا ہے جو مارچ کی ابتدائی تاریخوں میں ڈاکٹر سر فیاض الدین کے زیرِ صدارت لاہور میں منعقد ہوگا۔ پنجاب کے متعدد اربابِ علم اور اربابِ اثر کے اسما گرامی اس انجمن کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اسلئے امید ہے کہ ہندوستان کی یونیورسٹیوں کے اور دوسری علمی انجمنوں اور اداروں کے معزز نمائندے ان جلسوں میں شریک ہو کر مقالات پڑھیں گے اور مختلف اسلامی مباحث میں حصہ لیں گے۔

دوسرا جلسہ ادارہ معارفِ اسلامیہ لاہور کا ہے جو اس سال لکھنؤ میں مارچ کی ۱۴، ۱۸، اور ۱۹ کو ندوۃ العلما میں ہوگا۔ ادارہ معارفِ اسلامیہ کا وجود ڈاکٹر اقبال مرحوم کے خالص ثقافتِ اسلامی کے احیاء و ترویج کے جذبہ کا نتیجہ ہے، اس کا آخری جلسہ دہلی میں بڑی آب و تاب سے ڈاکٹر شہزادہ محمد سلیمان مرحوم کی صدارت میں ہوا تھا۔ لکھنؤ کو اس اعتبار سے ایک اہم خصوصیت حاصل ہے کہ وہ ایک عرصہ تک مسلمانوں کی تہذیب کا گہوارہ رہ چکا ہے۔ اور اب بھی لکھنؤ یونیورسٹی اور ندوۃ العلما کی وجہ سے اس کو قدیم و جدید تعلیم کا ایک نمایاں مقام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس بنا پر امید ہے کہ ادارہ کا یہ جلسہ بھی خاطر خواہ طریقہ پر کامیاب رہے گا۔

اس قسم کے جلسوں کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اربابِ علم یکجا جمع ہو کر مقالات پڑھتے ہیں۔ اور ان کی گولوں کو باہم استفادہ کا موقع ملتا ہے لیکن ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک ہی قسم کی دلچسپی رکھنے والے حضرات ایک جگہ جمع ہو کر تبادلہٴ خیال کرتے ہیں۔ اور ان کو متفقہ طور پر اپنے سلسلہ کے درمیان مسائل پر غور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس بنا پر مسلم سہری کانگریس اور ادارہ معارفِ اسلامیہ میں جو حضرات شریک ہو رہے ہیں ہم ان سے توقع کرتے ہیں کہ وہ مقالات خوانی کے علاوہ

مندرجہ ذیل باتوں پر بھی غور فرمائیں گے۔

(۱) مسلمانوں کی تاریخ کے سلسلہ میں اشخاص کی تاریخ ہمزایہ زور دیا جاتا ہے۔ حالانکہ زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ مسلمانوں کے علوم و فنون کی ایک نہایت جامع اور مکمل تاریخ قلمبندی جائے۔

(۲) پنجاب یونیورسٹی میں خصوصاً اور دوسری یونیورسٹیوں میں عموماً کوشش کرنی چاہئے کہ "اسلامک اسٹڈیز" کا شعبہ بھی کھولا جائے اور دوسرے شعبوں میں کوئی فرق نہ رکھا جائے۔

(۳) اس سوال پر غور کیا جائے کہ ہندوستان میں اسلامی کچہر کی حفاظت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور اس سلسلہ میں کوئی ٹھوس عملی قدم کیونکر اٹھایا جاسکتا ہے۔

امید ہے کہ مسلم سہٹری کانگریس اور ادارہ معارف اسلامیہ کے ذمہ داران باب علم قلم حضرات اس پر توجہ فرمائیں گے۔

تیسرا جلسہ جمعیتہ العلماء ہند کا ہے جو مارچ میں ہی لاہور میں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی سیاسی جماعت ہونے کے لحاظ سے جمعیتہ العلماء کو جو اہمیت اور وقعت حاصل ہے وہ کسی باخبر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہی وہ عجمت ہے جس کا سنگ بنیاد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس ہاتھوں سے رکھا گیا۔ اور جس نے سنہ ۱۸۸۷ء سے لیکر اب تک برابر ملکی سیاست کے ہر نازک دور میں مسلمانوں کو ایک متعین سمت کی طرف راہ دکھائی ہے۔ یہی وہ عجمت ہے جس نے گوشہ نشین علما میں سیاسی شعور پیدا کر کے انھیں یاد دلایا کہ ان کا کام کسی ایک جگہ پر درس و تدریس یا وعظ و تبلیغ میں مصروف رہنا ہی نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ ان کے کچھ اور فرائض بھی ہیں جن کی تکمیل و تعمیل کی راہ میں ان کو قید و بند اور طوق و سلاسل کی زحمتوں اور زدنوں کو بھی لبیک کہنا ہوگا۔

جمعیتہ العلماء کا یہ اجلاس اس اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ یہ اس وقت ہو رہا ہے جب کہ جنگ ہندوستان کے مشرقی دروازہ پر دستک دے رہی ہے اور ہر لمحہ توقع ہے کہ دیکھے صورت حال کیا ظاہر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں علماء کرام کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں اور ان کا فرض ہو جاتا ہے کہ موجودہ

صورتِ حال کے جو نتائج ہو سکتے ہیں ان سب کو پیشِ نظر رکھ کر غور کریں کہ ان نتائج کے مسلمانوں پر کیا اثرات ہو سکتے ہیں۔ اور وہ کونسا طریقہ عمل ہے جس کے اختیار کرنے سے مسلمان ان اثرات سے کلاً یا جزاً محفوظ رہ سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وقت محض کہنے اور سننے کا نہیں ہے۔ بلکہ شاید کہنے پر عمل کر دکھانے کی ضرورت اتنی پہلے کسی نہیں تھی جتنی کہ اب ہے۔ یہ ہندوستان میں جو انقلاب آ رہا ہے۔ یاد رکھئے کہ اس میں بے عمل اور تنہا ہل لوگوں کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ ان کا انجام بجز تباہی اور بربادی کے کیا ہو سکتا ہے؟

اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا اگر ہم علماءِ کرام کی توجہ مدارسِ عربیہ کے نصابِ تعلیم اور طرزِ تعلیم کی ضرورتِ اصلاح کی طرف متوجہ کرائیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قدر اہم مسئلہ اب تک کیوں جمعیتہ العلماء ایسی روشن خیال جماعت کی توجہ کا شایاں نہیں بنا۔ حالانکہ جمعیت میں ہندوستان کے بعض مرکزی عربی درسگاہوں کے ذمہ دار حضرات شامل ہیں اگر وہ خیرات اپنے گھر سے شروع کریں تو دوسرے مدارس کو بھی رغبت ہوگی۔ اور وہ ان کے نقشِ قدم پر چلنا اپنے لئے موجبِ برکت و سعادت سمجھیں گے۔ امید ہے کہ اس مرتبہ جمعیتہ العلماء کے اس اجلاس میں مدارسِ عربیہ کی اصلاح کے مسئلہ پر ضرور غور کیا جائیگا اور علماءِ کرام اس اہم تعمیری چیز کو غیر اہم یا ثانوی درجہ کی چیز سمجھ کر نظر انداز نہ فرمائیں گے۔

امٹو و گرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی

دوڑ و زمانہ چالِ قیامت کی چل گیا